تحفظ حقوق نسواں بل
یا
دین میں ترمیم کا بل

(ایک علمی و تحقیقی جائزہ)

❖ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی ❖ شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک
❖ مولانا سید نصیب علی شاہ ❖ جناب اسد اللہ بھٹو ایڈووکیٹ

ادارہ معارف اسلامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحفظ حقوق نسواں بل
یا
دین میں ترمیم کا بل

(ایک علمی و تحقیقی جائزہ)

❖ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی ❖ شیخ الحدیث مولانا عبد المالک
❖ مولانا سید نصیب علی شاہ ❖ جناب اسد اللہ بھٹو ایڈووکیٹ

ادارہ معارف اسلامی منصورہ، لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتابچہ — حقوقِ نسواں بل یا دین میں ترمیم کا بل

مصنفین — حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک
مولانا سید نصیب علی شاہ۔ جناب اسد اللہ بھٹو ایڈووکیٹ

باہتمام — ادارہ معارف اسلامی منصورہ، لاہور
مطبع — عدن پرنٹرز، شاہ زیب مارکیٹ، ۹ کوپر روڈ لاہور
اشاعت اول — نومبر ۲۰۰۶ء
تعداد — دس ہزار
قیمت — ۶ روپے

تقسیم کنندہ:

مکتبہ معارف اسلامی

منصورہ ملتان روڈ لاہور پوسٹ کوڈ نمبر 54790

فون.24-5432419,5432476,5419520

Marfat.com

تقدیم

پاکستان میں ۱۹۷۹ء میں حدود قوانین کا نفاذ ہوا تھا۔ ان کو چونکہ آرڈیننسوں کی صورت میں نافذ کیا گیا تھا، اس لیے انھیں عموماً حدود آرڈیننس ہی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان قوانین کی تدوین وتسوید میں اس وقت کی اسلامی نظریاتی کونسل نے، جو واقعی اسلامی بھی تھی اور نظریاتی بھی اور جسے تمام مکاتب فکر کے جید علما کی نمایندگی کی وجہ سے ساری امت کا اعتماد حاصل تھا، معروف ماہرینِ قانون ودستور کے ساتھ مل کر حصہ لیا تھا۔ بعد میں جب اسمبلی وجود میں آئی تو اس نے بھی ان قوانین کی توثیق کی۔ ان قوانین کے خلاف مغربی دنیا اور اس کے دباؤ پر ہمارے ہاں کے مغرب زدہ طبقات ہمیشہ شور ہنگامہ کھڑا کرتے رہے مگر پی پی کی اس عرصے میں دو مرتبہ حکومت قائم ہونے کے باوجود ان حدود قوانین کو تبدیل کرنے کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔

یہ پراپیگنڈہ بھی کیا جاتا رہا کہ ان قوانین کی وجہ سے عورتوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے جا رہے ہیں مگر اعداد وشمار اس کی تصدیق نہیں کرتے تھے۔ ایک امریکی محقق چارلس کینیڈی نے کئی سال کی محنت کے بعد ایک تحقیقی مقالہ لکھا جو پاکستان، واشنگٹن اور نیویارک کی اعلیٰ پائے کی جامعات میں بھی پیش کیا گیا۔ اس میں دیے گئے اعداد وشمار کے مطابق ان قوانین کے تحت ۱۹۸۰ء سے لے کر ۱۹۸۴ء تک (پانچ سالوں میں) ضلعی عدالتوں سے سزا پانے والے ملزمان میں مرد ۷۹۸ اور عورتیں ۱۴۸ ہیں۔ وفاقی شرعی عدالت میں کیس جانے کے بعد یہ تعداد ۳۴۳ (مرد) اور ۳۸ (خواتین) کی رہ جاتی ہے۔

(Islamization of Laws and Economy, Institute of Policy Studies, Islamabad,1996,P. 63)

ان اعداد وشمار سے معلوم ہوا کہ تمام دیگر قوانین کے غلط استعمال کی طرح یہ قانون بھی اگرچہ غلط انداز میں پولیس، تفتیشی عملے اور عدالتی نظام کی خامیوں، نااہلیوں اور بدعنوانیوں کا ضرور شکار ہوا ہوگا مگر اس کے باوجود مغرب زدہ طبقات کا یہ دعویٰ درست نہیں تھا کہ مرد بچ جاتے ہیں اور عورتیں پکڑی جاتی ہیں۔ بہرحال جنرل پرویز مشرف نے برسراقتدار آتے ہی دنیا کے

Marfat.com

سامنے اپنا جو تعارف پیش کیا تھا اس سے بالکل واضح تھا کہ پاکستان کے مستقبل کا نقشہ کیا ہوگا۔ حدود قوانین، امتناع قادیانیت، تحفظ ناموس رسالت اور دیگر تمام اسلامی قوانین بھی ان کے ایجنڈے میں منسوخ کیے جانے کے قابل ہیں۔

جنرل صاحب کی خواہش کے مطابق پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۱۵ر نومبر ۲۰۰۶ء کو ''تحفظ حقوقِ نسواں'' کے نام سے ایک بل منظور کیا، جو نہ صرف متنازعہ ہے بلکہ حدود اللہ کی صریح خلاف ورزی پر مبنی ہے۔ اس بل کے منظور ہونے پر ان تمام طبقات نے مسرت کا اظہار کیا ہے، جو پاکستان کو مغربی اباحیت کی نذر کرنے اور مادر پدر آزاد معاشرے میں تبدیل کرنے کو اپنا مشن سمجھتے ہیں۔ ان طبقات کی قیادت تو ملک کے فوجی حکمران جنرل پرویز مشرف کر رہے ہیں جبکہ ان کے جلو میں ایم کیو ایم، حکمران پارٹی کے آزاد منش اور ذہنی لحاظ سے فوجی حکومت سے مرعوب عناصر، ملک میں سرگرم عمل مغربی امداد پر چلنے والی این جی اوز اور اپوزیشن میں ہونے کے باوجود بے نظیر بھٹو اور ان کی پیپلز پارٹی اس ''کارِ خیر'' میں پیش پیش ہیں۔

اس بل کے اسمبلی میں پیش ہوتے ہی اس کے خلاف تمام دینی قوتوں نے صدائے احتجاج بلند کی اور اس کی غیر اسلامی دفعات کو حرفِ تنقید بنایا۔ یوں کافی عرصے تک یہ بل کھٹائی میں پڑا رہا۔ جنرل صاحب کی خواہش کہ وہ ستمبر میں امریکہ جانے سے قبل اس بل کو اسمبلی سے منظور کرا کے بطورِ ہدیہ صدر بش اور ان کی ٹیم کی خدمت میں پیش کریں گے، وقتی طور پر پوری نہ ہو سکی مگر وہ مسلسل اعلان کرتے رہے کہ اس ''کارِ عظیم'' کو سرانجام دینا ان کی زندگی کا مقصد ہے۔ ۱۵ر نومبر کو انھوں نے یہ کارنامہ کر دکھایا۔

اس سارے عرصے میں حکمران پارٹی اور دینی قوتوں کے درمیان مذاکرات و مکالمات ہوتے رہے۔ حکمران جماعت کے صدر چودھری شجاعت حسین اور دیگر اہم رہنماؤں چودھری پرویز الٰہی (وزیراعلیٰ پنجاب)، سردار نصر اللہ دریشک (چیف وھپ سرکاری پارٹی قومی اسمبلی) نے اپنے ہی نام زد کردہ علما کی ایک کمیٹی سے سفارشات مانگیں، جن علما کے نام اس کمیٹی میں شامل تھے، وہ سبھی معتبر اور پوری امت کے نزدیک مستند حیثیت رکھتے ہیں۔ ان علما نے جنگی بنیادوں پر

Marfat.com

شب وروز کام کر کے ایک مسودہ تیار کیا، جس پر تمام دینی حلقوں نے اطمینان کا اظہار کیا۔

جنرل صاحب اور ان کے مغربی آقاؤں کے لیے ظاہر ہے یہ مسودہ کسی صورت قابلِ قبول نہیں ہوسکتا تھا۔ انھوں نے معاملہ سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا۔ اس سارے عرصے میں سیاسی فضا میں مجوزہ تبدیلی کی حمایت اور مخالفت کا سلسلہ جاری رہا۔ علما کی سفارشات کو حکومت نے پس پشت ڈال دیا۔ یہ طرزِ عمل اس لحاظ سے بھی قابلِ افسوس ہے کہ سرکاری پارٹی نے خود انھیں مدعو کیا تھا اور اس لحاظ سے بھی قابلِ مذمت ہے کہ ان سفارشات پر اظہارِ تحسین کرنے کے بعد انحراف کا راستہ اختیار کیا گیا۔

عام آدمی نئے بل سے یہ سمجھتا ہے کہ حکومت نے زنا بالجبر کو حدود سے خارج کر کے، زنا بالرضا کو ناقابلِ دست اندازی پولیس بنا کر اور فحاشی و عریانی کی شکایت کرنے والوں کے لیے سخت تر تعزیری قانون بنا کر ملک میں فحاشی و عریانی کے دروازے کھول دیے ہیں۔ عام آدمی اس بات کو بھی اچھی طرح جانتا ہے کہ امریکہ، مغربی دنیا، پاکستان کے تمام سیکولر عناصر اور بازارِ حسن میں دھندا کرنے والے طبقات خوشیوں کا اظہار کر رہے ہیں تو یہ اس بات کی واضح علامت ہے کہ یہ بل کتنا اسلام کے مطابق ہے اور کتنا اسلام کے خلاف۔ سب سے زیادہ دلچسپ پہلو یہ ہے کہ حکمران پارٹی کے صدر چودھری شجاعت حسین نے اس بل کے منظور کرانے کے ساتھ ہی اسی موضوع پر دوسرا بل اسمبلی میں پیش کر دیا ہے۔ اس کی وضاحت تو چودھری صاحب ہی کر سکتے ہیں کہ آیا انھوں نے اپنے منظور کردہ بل کو مسترد کر کے یہ بل پیش کیا ہے یا یہ سیاسی ڈرامہ ہے۔

عام لوگوں کے خیال میں چودھری صاحب کو یہ احساس ہے کہ اسمبلی کے منظور کردہ اس بل کے بعد ووٹر، اس بل کے پاس کرنے والوں کو آڑے ہاتھوں لیں گے۔ یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ سرکاری پارٹی کے ۴۶ ارکان نے پارٹی اور حکومت کے دباؤ اور کوشش کے باوجود اس بل کا ساتھ نہیں دیا۔ ظاہر ہے کہ اگر معمولی نوعیت کا کوئی بل ہوتا تو وہ لوگ اتنی بڑی جسارت نہ کر پاتے، لیکن جہاں معاملہ دین وایمان کا ہو، وہاں اپنی ساری خرابیوں کے باوجود مسلم لیگ (ق) میں بھی ایسے لوگ اب تک موجود ہیں، جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف کھلی بغاوت کرتے ہوئے خوف اور شرم محسوس کرتے ہیں۔ طرفہ تماشہ یہ ہے کہ وزیراعظم شوکت عزیز صاحب نے ۲۰ رنومبر کو

Marfat.com

چودھری شجاعت حسین کی خدمت میں ان ارکانِ اسمبلی کی فہرست پیش کی ہے، جنھوں نے بل کی حمایت نہیں کی اور درخواست کی گئی ہے کہ ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے۔ یہ خبر ۲۱ نومبر کو ملک کے تمام اخبارات میں چھپی ہے۔

جہاں تک امریکہ کا تعلق ہے۔ اس نے اس بل کو خوش آیند قرار دیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ کہا ہے کہ ابھی اس کے نزدیک اطمینان بخش صورتِ حال پیدا نہیں ہوئی، وہ مزید پیش رفت کے منتظر بھی ہیں اور دباؤ بھی ڈال رہے ہیں۔ پرنٹ میڈیا پر عموماً اور الیکٹرانک میڈیا پر بالخصوص سرکاری اور مغرب زدہ طبقے کی اجارہ داری ہے۔ میڈیا اس وقت تقریباً یک طرفہ ٹریفک چلا رہا ہے۔ ایسے حالات میں ادارہ معارف اسلامی نے جید علمائے کرام اور اہم دینی شخصیات کے رشحاتِ فکر، قوم کے سامنے پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

زیرِ نظر کتابچہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی (ریٹائرڈ جسٹس شریعت کورٹ پاکستان)، حضرت مولانا عبدالمالک، ایم این اے حفظہ اللہ (صدر جمعیت اتحاد العلما پاکستان) اور متحدہ مجلس عمل کی طرف سے پیش کردہ فکری رہنمائی پر مشتمل مضامین کا مجموعہ ہے۔ چونکہ موضوع تکنیکی حیثیت رکھتا ہے اور پھر اس کا تعلق امتِ مسلمہ کے نہایت اہم مسئلے سے ہے، اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کتابچہ طالبانِ حق اور تشنگانِ علم کے لیے بہت مفید لوازمہ اور رہنمائی فراہم کرے گا۔

ہم اپنے کرم فرماؤں کی آرا اور راہ نمائی پر ممنون ہوں گے۔ ہم تمام مقالہ نگاروں کے بھی تہہ دل سے ممنون ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین اجر سے نوازے۔

خاکسار

حافظ محمد ادریس

ڈائریکٹر ادارہ معارف اسلامی منصورہ

یکم ذیقعد ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۳ نومبر ۲۰۰۶ء

حدود ترمیمی بل کیا ہے؟

مفتی محمد تقی عثمانی

حال ہی میں "تحفظ خواتین" کے نام سے قومی اسمبلی میں جو بل منظور کرایا گیا ہے، اس کے قانونی مضمرات سے تو وہی لوگ واقف ہو سکتے ہیں جو قانونی باریکیوں کی فہم رکھتے ہوں، لیکن عوام کے سامنے اس کی جو تصویر پیش کی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ حدود آرڈیننس نے خواتین پر جو بے پناہ مظالم توڑ رکھے تھے، اس بل نے اُن کا مداوا کیا ہے اور اس سے نہ جانے کتنی ستم رسیدہ خواتین کو سکھ چین نصیب ہوگا۔ یہ دعویٰ بھی کیا جا رہا ہے کہ اس بل میں کوئی بات قرآن وسنت کے خلاف نہیں ہے۔

آیئے ذرا سنجیدگی اور حقیقت پسندی کے ساتھ یہ دیکھیں کہ اس بل کی بنیادی باتیں کیا ہیں؟ وہ کس حد تک ان دعوؤں کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں، پورے بل کا جائزہ لیا جائے تو اس بل کی جوہری (Substantive) باتیں صرف دو ہیں:

۱- پہلی بات یہ ہے کہ زنا بالجبر کی جو سزا قرآن وسنت نے مقرر فرمائی ہے اور جسے اصطلاح میں "حد" کہتے ہیں، اُسے اس بل میں مکمل طور پر ختم کر دیا گیا ہے، اس کی رُو سے زنا بالجبر کے کسی مجرم کو کسی بھی حالت میں وہ شرعی سزا نہیں دی جا سکتی بلکہ اُسے ہر حالت میں تعزیری سزا دی جائے گی۔

۲- دوسری بات یہ ہے کہ حدود آرڈیننس میں جس جرم کو زنا موجبِ تعزیر کہا گیا تھا، اُسے اب "فحاشی" (Lewdness) کا نام دے کر اس کی سزا کم کر دی گئی ہے اور اس کے ثبوت کو مشکل تر بنا دیا گیا ہے۔

اب ان دونوں جوہری باتوں پر ایک ایک کر کے غور کرتے ہیں:

زنا بالجبر کی شرعی سزا (حد) کو بالکلیہ ختم کر دینا واضح طور پر قرآن وسنت کے احکام کی خلاف

Marfat.com

ورزی ہے، لیکن کہا یہ جارہا ہے کہ قرآن وسنت نے زنا کی جو حد مقرر کی ہے، وہ صرف اس صورت میں لاگو ہوتی ہے جب زنا کا ارتکاب دو مرد وعورت نے باہمی رضامندی سے کیا ہو، لیکن جہاں کسی مجرم نے کسی عورت سے اس کی رضامندی کے بغیر زنا کیا ہو، اس پر قرآن وسنت نے کوئی حد عائد نہیں کی۔ آیئے! پہلے یہ دیکھیں کہ یہ دعویٰ کس حد تک صحیح ہے؟

۱- قرآن کریم نے سورۂ نور کی دوسری آیت میں زنا کی حد بیان فرمائی ہے:

اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِىْ فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ 'جو عورت زنا کرے اور جو مرد زنا کرے، ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ'۔ (النور:۲)

اس آیت میں 'زنا' کا لفظ مطلق ہے جو ہر قسم کے زنا کو شامل ہے، اس میں رضامندی سے کیا ہوا زنا بھی داخل ہے اور زبردستی کیا ہوا زنا بھی۔ بلکہ یہ عقلِ عام (Common Sense) کی بات ہے کہ زنا بالجبر کا جرم رضامندی سے کیے ہوئے زنا سے زیادہ سنگین جرم ہے، لہٰذا اگر رضامندی کی صورت میں یہ حد عائد ہورہی ہے تو جبر کی صورت میں اس کا اطلاق اور زیادہ قوت کے ساتھ ہوگا۔

اگرچہ اس آیت میں 'زنا کرنے والی عورت' کا بھی ذکر ہے، لیکن خود سورۂ نور ہی میں آگے چل کر اُن خواتین کو سزا سے مستثنیٰ کردیا گیا ہے جن کے ساتھ زبردستی کی گئی ہو، چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يُّكْرِهْهُنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ 'اور جوان خواتین پر زبردستی کرے تو اللہ تعالیٰ ان کی زبردستی کے بعد (ان خواتین کو) بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے'۔

اس سے واضح ہوگیا کہ جس عورت کے ساتھ زبردستی ہوئی ہو، اسے سزا نہیں دی جاسکتی، البتہ جس نے اس کے ساتھ زبردستی کی ہے، اس کے بارے میں زنا کی وہ حد جو سورۂ نور کی آیت نمبر۲ میں بیان کی گئی تھی، پوری طرح نافذ رہے گی۔

۲- سو کوڑوں کی مذکورہ بالا سزا غیر شادی شدہ اشخاص کے لیے ہے، سنتِ متواترہ نے اس پر یہ

Marfat.com

اضافہ کیا ہے کہ اگر مجرم شادی شدہ ہو تو اسے سنگسار کیا جائے گا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگساری کی یہ حد جس طرح رضامندی سے کیے ہوئے زنا پر جاری فرمائی، اسی طرح زنا بالجبر کے مرتکب پر بھی جاری فرمائی۔

'چنانچہ حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ سلم کے زمانے میں ایک عورت نماز پڑھنے کے ارادے سے نکلی، راستے میں ایک شخص نے اُس سے زبردستی زنا کا ارتکاب کیا، اس عورت نے شور مچایا تو وہ بھاگ گیا، بعد میں اُس شخص نے اعتراف کرلیا کہ اُسی نے عورت کے ساتھ زنا بالجبر کیا تھا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص پر حد جاری فرمائی اور عورت پر حد جاری نہیں کی'۔

امام ترمذیؒ نے یہ حدیث اپنی جامع میں دو سندوں سے روایت کی ہے اور دوسری سند کو قابلِ اعتبار قرار دیا ہے۔ (جامع ترمذی، کتاب الحدود باب ۲۲، حدیث ۱۴۵۳، ۱۴۵۴)

۳- 'صحیح بخاریؒ میں روایت ہے کہ ایک غلام نے ایک باندی کے ساتھ زنا بالجبر کا ارتکاب کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مرد پر حد جاری فرمائی اور عورت کو سزا نہیں دی کیونکہ اس کے ساتھ زبردستی ہوئی تھی'۔ (صحیح بخاری، کتاب الاکراہ، باب نمبر ۶)

لہٰذا قرآن کریم، سنتِ نبویہ علی صاحبہا السلام اور خلفاء راشدین کے فیصلوں سے یہ بات کسی شبہہ کے بغیر ثابت ہے کہ زنا کی حد جس طرح رضامندی کی صورت میں لازم ہے، اسی طرح زنا بالجبر کی صورت میں بھی لازم ہے اور یہ کہنے کا کوئی جواز نہیں ہے کہ قرآن وسنت نے زنا کی جو حد (شرعی سزا) مقرر کی ہے، وہ صرف رضامندی کی صورت میں لاگو ہوتی ہے، جبر کی صورت میں اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔

سوال یہ ہے کہ پھر کس وجہ سے زنا بالجبر کی شرعی سزا کو ختم کرنے پر اتنا اصرار کیا گیا ہے؟ اس کی وجہ دراصل ایک انتہائی غیر منصفانہ پروپیگنڈا ہے جو حدود آرڈیننس کے نفاذ کے وقت سے بعض حلقے کرتے چلے آرہے ہیں، پروپیگنڈا یہ ہے کہ حدود آرڈیننس کے تحت اگر کوئی مظلوم عورت کسی مرد کے خلاف زنا بالجبر کا مقدمہ درج کرائے تو اُس سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ زنا بالجبر

اس رپورٹ کے نتائج بھی مذکورہ بالا حقائق کے عین مطابق ہیں۔ وہ اپنے رپورٹ میں لکھتا ہے:

"Women fearing conviction under section 10(2) frequently bring charges of rape under 10(3) against their alleged partners. The FSC finding no circumstantial evidence to support the latter charge, convict the male accused under section 10(2) the women is exonerated of any wrong doing due to reasonable doubt' rule."

(Charles Cannedy: the status of women in Pakistan in Islamization of laws P.74)

''جن عورتوں کو دفعہ ۱۰(۲) کے تحت (زنا بالرضا کے جرم میں) سزایاب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، وہ اپنے مبینہ شریک جرم کے خلاف دفعہ ۱۰(۳) کے تحت (زنا بالجبر کا) الزام لے کر آ جاتی ہیں۔ فیڈرل شریعت کورٹ کو چونکہ کوئی ایسی قرائنی شہادت نہیں ملتی جو زنا بالجبر کے الزام کو ثابت کر سکے، اس لیے وہ مرد ملزم کو دفعہ ۱۰(۲) کے تحت (زنا بالرضا) کی سزا دے دیتا ہے.........اور عورت ''شک کے فائدے'' والے قاعدے کی بنا پر اپنی ہر غلط کاری کی سزا سے چھوٹ جاتی ہے''۔

یہ ایک غیر جانبدار غیر مسلم اسکالر کا مشاہدہ ہے جسے حدود آرڈیننس سے کوئی ہمدردی نہیں ہے اور ان عورتوں سے متعلق ہے۔ جنھوں نے بظاہر حالات رضامندی سے غلط کاری کا ارتکاب کیا اور گھر والوں کے دباؤ میں آ کر اپنے آشنا کے خلاف زنا بالجبر کا مقدمہ درج کرایا، اُن سے چار گواہوں کا نہیں، قرائنی شہادت (Circumstantial evidence) کا مطالبہ کیا گیا اور وہ قرائنی شہادت بھی ایسی پیش نہ کر سکیں جس سے جبر کا عنصر ثابت ہو سکے۔ اس کے باوجود سزا صرف

مرد کو ہوئی اور شک کے فائدے کی وجہ سے اس صورت میں بھی ان کو کوئی سزا نہیں ہوئی۔

لہٰذا واقعہ یہ ہے کہ حدود آرڈیننس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جس کی رُو سے زنا بالجبر کا شکار ہونے والی عورت کو چار گواہ پیش نہ کرنے کی بنا پر اُلٹا سزا یاب کیا جاسکے۔

البتہ یہ ممکن ہے اور شاید چند واقعات میں ایسا ہوا بھی ہو کہ مقدمے کے عدالت تک پہنچنے سے پہلے تفتیش کے مرحلے میں پولیس نے قانون کے خلاف کسی عورت کے ساتھ یہ زیادتی کی ہو کہ وہ زنا بالجبر کی شکایت لے کر آئی، لیکن انھوں نے اسے زنا بالرضا میں گرفتار کرلیا، لیکن اس زیادتی کا حدود آرڈیننس کی کسی خامی سے کوئی تعلق نہیں ہے، اس قسم کی زیادتیاں ہمارے ملک کی پولیس ہر قانون کی تنفیذ میں کرتی رہتی ہے، اس کی وجہ سے قانون کو نہیں بدلا جاتا، ہیروئن رکھنا قانوناً جرم ہے، مگر پولیس کتنے بے گناہوں کے سر ہیروئن ڈال کر انھیں تنگ کرتی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہیروئن کی ممانعت کا قانون ہی ختم کردیا جائے۔

زنا بالجبر کی مظلوم عورتوں کے ساتھ اگر پولیس نے بعض صورتوں میں ایسی زیادتی کی بھی ہے تو فیڈرل شریعت کورٹ نے اپنے فیصلوں کے ذریعے اس کا راستہ بند کیا ہے اور اگر بالفرض اب بھی ایسا کوئی خطرہ موجود ہو تو ایسا قانون بنایا جاسکتا ہے جس کی رُو سے یہ طے کردیا جائے کہ زنا بالجبر کی مستغیثہ کو مقدمے کا آخری فیصلہ ہونے تک حدود آرڈیننس کی کسی بھی دفعہ کے تحت گرفتار نہیں کیا جاسکتا اور جو شخص ایسی مظلومہ کو گرفتار کرے، اُسے قرار واقعی سزا دینے کا قانون بھی بنایا جاسکتا ہے، لیکن اس کی بنا پر "زنا بالجبر" کی حدِ شرعی کو ختم کردینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

لہٰذا

زیرِ نظر بل میں زنا بالجبر کی حدِ شرعی کو جس طرح بالکلیہ ختم کردیا گیا ہے، وہ قرآن وسنت کے واضح طور پر خلاف ہے اور اس کا خواتین کے ساتھ ہونے والی زیادتی سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔

فحاشی:

زیرِ نظر بل کی دوسری اہم بات اُن دفعات سے متعلق ہے جو فحاشی کے عنوان سے بل میں

Marfat.com

شامل کی گئی ہیں۔ حدود آرڈیننس میں احکام یہ تھے کہ اگر زنا پر شرعی اصول کے مطابق چار گواہ موجود ہوں تو آرڈیننس کی دفعہ ۵ کے تحت مجرم پر زنا کی حد (شرعی سزا) جاری ہوگی اور اگر چار گواہ نہ ہوں، مگر فی الجملہ جُرم ثابت ہو تو اُسے تعزیری سزا دی جائے گی۔ اب اس بل میں حدود آرڈیننس کی دفعہ ۵ کے تحت زنا بالرضا کی حد شرعی تو باقی رکھی گئی ہے جس کے لیے چار گواہ شرط ہیں، لیکن بل کی دفعہ ۸ کے ذریعے اُسے نا قابل دست اندازیٔ پولیس قرار دے کر یہ ضروری قرار دے دیا گیا ہے کہ کوئی شخص چار گواہوں کو ساتھ لے کر عدالت میں شکایت درج کرائے۔ پولیس میں اس کی ایف آئی آر (FIR) درج نہیں کی جاسکتی اور اس طرح زنا قابلِ حد ثابت کرنے کے طریق کار کو مزید دشوار بنا دیا گیا ہے۔ اسی طرح چار گواہوں کی غیر موجودگی میں زنا کی جو تعزیری سزا حدود آرڈیننس میں تھی، اُس میں مندرجہ ذیل تبدیلیاں کی گئی ہیں:

۱- حدود آرڈیننس میں اس جرم کو ''زنا موجب تعزیر'' کہا گیا تھا۔ اب زیر نظر بل میں اس کا نام بدل کر ''فحاشی'' (Lewdness) کر دیا گیا ہے۔ یہ تبدیلی بالکل درست اور قابلِ خیر مقدم ہے کیونکہ قرآن وسنت کی رُو سے چار گواہوں کی غیر موجودگی میں کسی کے جرم کو زنا قرار دینا مشکل تھا، البتہ اُسے ''زنا'' سے کم تر کوئی نام دینا چاہیے تھا۔ حدود آرڈیننس میں یہ کمزوری پائی جاتی تھی جسے دور کرنے کی سفارش علما کمیٹی نے بھی کی تھی۔

۲- حدود آرڈیننس میں اس جرم کی سزا دس سال تک ہوسکتی تھی، بل میں اسے گھٹا کر پانچ سال تک کر دیا گیا ہے، بہر حال! چونکہ یہ تعزیر ہے، اس لیے اس تبدیلی کو بھی قرآن وسنت کے خلاف نہیں کہا جاسکتا۔

۳- حدود آرڈیننس کے تحت ''زنا'' ایک قابل دست اندازیٔ پولیس (Cognizable) جرم تھا۔ زیر نظر بل میں اُسے نا قابل دست اندازیٔ پولیس جرم قرار دے دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس جرم کی ایف آئی آر تھانے میں درج نہیں کرائی جا سکتی بلکہ اس کی شکایت (Complaint) عدالت میں کرنی ہوگی اور شکایت کے وقت دو عینی گواہ ساتھ لے جانے ہوں گے، جن کا بیان حلفی عدالت فوراً قلمبند کرے گی، اس کے بعد اگر عدالت کو یہ

Marfat.com

اندازہ ہو کہ مزید کارروائی کے لیے کافی وجہ موجود ہے تو وہ ملزم کو سمن جاری کرے گی اور آیندہ کارروائی میں ملزم کی حاضری یقینی بنانے کے لیے ذاتی مچلکہ کے سوا کوئی ضمانت طلب نہیں کرے گی اور اگر اندازہ ہو کہ کارروائی کی کوئی بنیاد موجود نہیں ہے تو مقدمہ اسی وقت خارج کر دے گی۔

اس طرح ''فحاشی'' کے جرم کو ثابت کرنا اتنا دشوار بنا دیا گیا ہے کہ اس کے تحت کسی کو سزا ہونا عملاً بہت مشکل ہے۔

اوّل تو اسلامی احکام کے تحت زنا اور فحاشی کا جرم معاشرے اور اسٹیٹ کے خلاف جرم ہے، محض کسی فرد کے خلاف نہیں، اس لیے اسے قابل دست اندازیٔ پولیس ہونا چاہیے۔ بلاشبہ اس جرم کو قابل دست اندازیٔ پولیس قرار دیتے وقت یہ پہلو ضرور مدنظر رہنا چاہیے کہ ہمارے معاشرے میں پولیس کا جو کردار رہا ہے، اس میں وہ بے گناہ جوڑوں کو جا و بے جا ہراساں نہ کرے۔ اس بارے میں فیڈرل شریعت کورٹ کے متعدد فیصلے موجود ہیں جن کے بعد یہ خطرہ بڑی حد تک کم ہو گیا تھا اور ستائیس سال تک یہ جرم قابل دست اندازیٔ پولیس رہا ہے اور اس دوران اس جرم کی بنا پر لوگوں کو ہراساں کرنے کے واقعات بہت ہی کم ہوئے ہیں، لیکن اس خطرے کا مزید سدباب کرنے کے لیے یہ کیا جا سکتا تھا کہ جرم کی تفتیش ایس پی کے درجے کا کوئی پولیس آفیسر کرے اور عدالت کے حکم کے بغیر کسی کو گرفتار نہ کیا جائے۔ ان اقدامات سے یہ رہا سہا خطرہ ختم ہو سکتا تھا۔

دوسرے شکایت کرنے والے پر یہ ذمہ داری عائد کرنا کہ وہ فوراً حد کی صورت میں چار اور فحاشی کی صورت میں دو عینی گواہ لے کر آئے، ہمارے فوجداری قانون کے نظام میں بالکل نرالی مثال ہے۔ ہمارے پورے نظام شہادت میں حدود کے سوا کسی بھی مقدمے یا جرم کے ثبوت کے لیے گواہوں کی تعداد مقرر نہیں ہے بلکہ کسی چشم دید گواہ کے بغیر صرف قرائنی شہادت (Circumstantial Evidence) پر بھی فیصلے ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ زیر نظر جرم میں طبی معائنے اور کیمیاوی تجزیہ کی رپورٹیں شہادت کا بہت اہم حصہ ہوتی ہیں،

Marfat.com

شرعاً تعزیر کسی ایک قابل اعتماد گواہ پر بھی جاری کی جاسکتی ہے اور قرائنی شہادت پر بھی۔ لہٰذا تعزیر کے معاملے میں عین شکایت درج کراتے وقت دو گواہوں کی شرط لگانا فحاشی کے مجرموں کو غیر ضروری تحفظ فراہم کرنے کے مترادف ہے۔

اسی طرح ایسے ملزم کے لیے یہ لازم کر دینا کہ اس سے ذاتی مچلکے کے سوا کوئی اور ضمانت طلب نہیں کی جاسکے گی، عدالت کے ہاتھ باندھنے کے مترادف ہے، مقدمے کے حالات مختلف ہوتے ہیں اور اسی لیے مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کی دفعہ ۴۹۶ کے تحت عدالت کو پہلے ہی یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ حالات مقدمہ کے تحت اگر چاہے تو صرف ذاتی مچلکے پر ملزم کو رہا کر دے اور اگر چاہے تو اس سے دوسروں کی ضمانت بھی طلب کرے۔ ہلکے سے ہلکے جرم میں بھی عدالت کو یہ اختیار حاصل ہے، لیکن ''فحاشی'' جیسے جرم پر عدالت سے یہ اختیار سلب کر لینا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

رہی یہ بات کہ اگر مقدمے کی کافی وجہ موجود نہ ہو تو عدالت مقدمہ خارج کر دے گی، سو عدالت کو مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کی دفعہ ۲۰۳ کے تحت پہلے ہی یہ اختیار حاصل ہے۔ اُسے اس بل کا دوبارہ حصہ بنانے کا مقصد غیر واضح ہے۔

۴۔ حدود آرڈیننس کے تحت اگر کسی شخص کے خلاف زنا موجبِ حد کا الزام ہو اور مقدمے میں حد کی شرائط پوری نہ ہوں، لیکن فی الجملہ جرم ثابت ہو جائے تو اسے دفعہ ۱۰(۳) کے تحت تعزیری سزا دی جاسکتی تھی۔ لیکن زیر نظر بل کی رُو سے ضابطۂ فوجداری میں دفعہ ۲۰۳ سی کا جو اضافہ کیا گیا ہے اس کی شق نمبر ۶ میں یہ لکھ دیا گیا ہے کہ جو زنا موجب حد کے الزام سے بری ہو گیا ہو، اس کے خلاف فحاشی کا کوئی مقدمہ درج نہیں کرایا جاسکتا۔

۵۔ اب یہ بات ظاہر ہے کہ زنا موجبِ حد کے لیے جو سخت ترین شرائط ہیں وہ بعض اوقات محض فنی وجوہ سے پوری نہیں ہوتیں، ایسی صورت میں جبکہ مضبوط شہادتوں سے فحاشی کا جرم ثابت ہو تو اس پر نہ صرف یہ کہ زنا کا مقدمہ سننے والی عدالت کوئی سزا جاری نہیں کرسکتی بلکہ اس کے خلاف فحاشی کی کوئی نئی شکایت بھی درج نہیں کی جاسکتی۔ سوچنے کی بات ہے کہ

ایسے شخص کے خلاف فحاشی کا مقدمہ دائر کرنے پر کلی پابندی عاید کردینا فحاشی کو تحفظ دینے کے سوا اور کیا ہے؟

اسی طرح مجوزہ بل کی دفعہ ۲۰۳ اے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر کسی شخص پر زنا بالجبر (موجبِ تعزیر یعنی ریپ) کا الزام ہو، تو اس کے مقدمے کو کسی بھی مرحلے پر فحاشی کی شکایت میں تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔

اس کا واضح نتیجہ یہ ہے کہ کسی شخص کے خلاف عورت نے زنا بالجبر کا الزام عاید کیا ہو، اور جبر کے ثبوت میں کوئی شک رہ جائے تو ملزم بری ہو جائے گا اور اس کے خلاف فحاشی کی دفعہ کے تحت بھی کوئی کارروائی نہیں کی جاسکے گی۔

جس زمانے میں زنا بالرضا کوئی جرم نہیں تھا، اس زمانے میں زنا بالجبر کے ملزمین اپنے دفاع میں یہ مؤقف اختیار کرتے تھے کہ زنا بے شک ہوا ہے، لیکن عورت کی رضامندی سے ہوا ہے، چنانچہ اگر عورت کی رضامندی کا عدالت کو شبہ بھی ہو جاتا تو وہ ملزم کو بری کر دیتی تھی۔ حدود آرڈیننس میں زنا بالجبر کے ملزم کے لیے اپنے دفاع میں یہ کہنے کی گنجایش نہیں رہی تھی کیونکہ عورت کی رضامندی کے باوجود زنا جرم تھا اور جو عدالت زنا بالجبر کے مقدمے کی سماعت کر رہی ہے وہی اس کو زنا موجبِ تعزیر کے تحت سزا دے سکتی تھی، لیکن اس نئی ترمیم کے بعد تقریباً وہی صورت لوٹ آئی ہے کہ اگر ملزم دھڑلے سے یہ کہے کہ میں نے عورت کی مرضی سے زنا کیا تھا اور عورت کی مرضی کا کوئی شبہ پیدا کر دے تو کوئی اس کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔ وہ عدالت جو اس کا یہ اعتراف سُن رہی ہے، وہ تو اس لیے اس کے خلاف کارروائی نہیں کرسکتی کہ مذکورہ بالا دفعہ نے اس کا یہ اختیار سلب کر لیا ہے کہ وہ زنا بالجبر کے مقدمے کو کسی وقت فحاشی کی شکایت میں تبدیل کرے اور اگر اس کے خلاف ازسرِنو فحاشی کا مقدمہ دائر کیا جائے تو اس امکان کے بارے میں دفعہ کے الفاظ مجمل ہیں، لیکن اگر کوئی اور وجہ بھی موجود نہ ہو تو دائر نہ کرسکنے کی یہ وجہ بھی کافی ہے کہ اس کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ کوئی شخص دو عینی گواہوں کے ساتھ جا کر عدالت میں استغاثہ (Complaint)

دائر کرے اور یہاں دو عینی گواہ موجود نہیں ہیں، نتیجہ یہ ہے کہ ایسا شخص جرم سے بالکلیہ بری ہو جائے گا اور اس کے خلاف کسی بھی عدالت میں کوئی نئی کارروائی بھی نہیں ہو سکے گی۔

سوال یہ ہے کہ جس فحاشی کو جرم قرار دیا گیا ہے وہ واقعۃً کوئی جرم ہے یا نہیں؟ اگر جرم ہے تو اس کو تحفظ دینے اور مجرم کا اس کی سزا سے بچاؤ کرنے کے لیے یہ دنیا سے نرالے قواعد کیوں وضع کیے جا رہے ہیں؟

حدود آرڈیننس میں کچھ مزید ترمیمات

زیر نظر بل کے ذریعے حدود آرڈیننس میں کچھ اور ترمیمات بھی کی گئی ہیں۔ مثلاً:

۱- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جب کسی شخص کے خلاف عدالتی کارروائی کے نتیجے میں حد کا فیصلہ ہو جائے تو اس کی سزا کو معاف یا کم کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔

چنانچہ حدود آرڈیننس کی دفعہ ۲۰ شق ۵ میں کہا گیا تھا کہ ضابطۂ فوجداری کے باب ۱۹ میں صوبائی حکومت کو سزا معطل کرنے، اس میں تخفیف کرنے یا تبدیلی کرنے کا جو اختیار دیا گیا ہے، وہ حد کی سزا پر اطلاق پذیر نہیں ہوگا۔ زیر نظر بل کے ذریعے حدود آرڈیننس میں ایک اور اہم اور سنگین تبدیلی یہ کی گئی ہے کہ حدود آرڈیننس کی اس دفعہ ۲۰ شق ۵ کو ختم کر دیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی عدالت کسی کو حد کی سزا دے دے تو حکومت کو ہر وقت یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس سزا میں تبدیلی یا تخفیف کر سکے۔

یہ ترمیم قرآن وسنت کے واضح ارشادات کے خلاف ہے، قرآن کریم کا ارشاد ہے: مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ 'جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کر دیں تو کسی مومن مرد یا عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ پھر بھی اس معاملے میں ان کا کوئی اختیار باقی رہے'۔ (الاحزاب: ۳۶)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کا وہ واقعہ مشہور و معروف ہے جس میں آپؐ نے ایک ایسی عورت کے حق میں سفارش کرنے پر جس پر حد کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ اپنے محبوب صحابی حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی بھی چوری کرے گی تو میں اس کا ہاتھ ضرور کاٹوں گا۔ (صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب ۱۲، حدیث ۶۷۸۸)

Marfat.com

اس بنا پر پوری امت کا اجماع ہے کہ حد کو معاف کرنے اور اس میں تخفیف کا کسی بھی حکومت کو اختیار نہیں ہے۔ لہٰذا بل کا یہ حصہ بھی صراحۃً قرآن وسنت کے خلاف ہے۔

۲- حدود آرڈیننس کی دفعہ ۳ میں کہا گیا تھا کہ اس آرڈیننس کے احکام دوسرے قوانین پر بالا رہیں گے، یعنی اگر کسی دوسرے قانون اور حدود آرڈیننس میں کہیں کوئی تضاد ہو تو حدود آرڈیننس کے احکام قابلِ پابندی ہوں گے۔ زیرِ نظر بل میں اس دفعہ کو ختم کردیا گیا ہے۔ یہ وہ دفعہ ہے جس سے نہ صرف بہت سی قانونی پیچیدگیاں دور کرنا مقصود تھا، بلکہ ماضی میں بہت سی ستم رسیدہ خواتین کی مظلومیت کا سدِّ باب اسی دفعہ کے ذریعے ہوا تھا۔

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ عائلی قوانین کے تحت اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو وہ طلاق اس وقت مؤثر نہیں ہوتی جب تک اس کا نوٹس یونین کونسل کے چیئر مین کو نہ بھیجا جائے۔ اگرچہ شرعی اعتبار سے طلاق کے بعد عدت گزار کر عورت جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے، لیکن عائلی قوانین کا تقاضا یہ ہے جب تک یونین کونسل کو طلاق کا نوٹس نہ جائے قانوناً وہ طلاق دینے والے شوہر کی بیوی ہے اور اسے کہیں اور نکاح کی اجازت نہیں ہے۔ اب ایسے بہت سے واقعات ہوئے ہیں کہ شوہر نے طلاق کا نوٹس یونین کونسل میں نہیں بھیجا اور عورت نے اپنے آپ کو مطلقہ سمجھ کر عدت کے بعد دوسری شادی کرلی۔ اب اس ظالم شوہر نے عورت کے خلاف زنا کا دعویٰ کردیا کیونکہ عائلی قوانین کی رُو سے وہ ابھی تک اُسی کی بیوی تھی۔ جب اس قسم کے بعض مقدمات آئے تو سپریم کورٹ کی شریعت بنچ نے حدود آرڈیننس کی دوسرے امور کے علاوہ اس دفعہ ۳ کی بنیاد پر ان خواتین کو رہائی دلوائی اور یہ کہا کہ آرڈیننس چونکہ شریعت کے مطابق بنایا گیا ہے اور شریعت میں اس عورت کا دوسرا نکاح جائز ہے، اس لیے اُس کے نکاح کے بارے میں عائلی قانون کا اطلاق نہیں ہوگا کیونکہ یہ قانون دوسرے تمام قوانین پر بالا ہے۔

اب اس دفعہ کو ختم کرنے کے بعد اور بالخصوص آرڈیننس میں نکاح کی جو تعریف تھی، اسے بھی بل کے ذریعے ختم کردینے کے بعد ایک مرتبہ پھر خواتین کے لیے یہ دشواری پیدا ہونے کا امکان پیدا ہوگیا ہے۔

Marfat.com

علما کمیٹی میں ہم نے یہ مسئلہ اٹھایا تھا اور بالآخر اس بات پر اتفاق ہوا تھا کہ اس کی جگہ مندرجہ ذیل دفعہ لکھی جائے گی:

"In the interpretation and application of this ordinance the injunctions of Islam as laid down in the Holy Qur'an and Sunnah shall have effect, not withstanding any thing contained in any other law for the time being in force."

''اس آرڈیننس کی تشریح اور اطلاق میں اسلام کے وہ احکام جو قرآن کریم اور سنت نے متعین فرمائے ہیں بہر صورت مؤثر ہوں گے چاہے رائج الوقت کسی قانون میں کچھ بھی درج ہو''۔

لیکن اب جو بل قومی اسمبلی سے منظور کرایا گیا ہے، اس میں سے یہ دفعہ بھی غائب ہے اور اس کے نتیجے میں بہت سے مسائل پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

۳- قذف آرڈیننس کی دفعہ ۱۴ میں قرآن کریم کے بیان کیے ہوئے لعان کا طریقہ درج ہے یعنی اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے تو عورت کے مطالبے پر اُسے لعان کی کارروائی میں قسمیں کھانی ہوں گی اور میاں بیوی کی قسموں کے بعد ان کے درمیان نکاح فسخ کر دیا جائے گا۔ قذف آرڈیننس میں کہا گیا ہے کہ اگر شوہر لعان کی کارروائی سے انکار کرے تو اسے اس وقت تک حراست میں رکھا جائے گا، جب تک وہ لعان پر آمادہ نہ ہو، زیرِ نظر بل میں یہ حصہ حذف کر دیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر شوہر لعان پر آمادہ نہ ہو تو عورت بے بسی سے لٹکی رہے گی۔ نہ اپنی بے گناہی لعان کے ذریعے ثابت کر سکے گی اور نہ نکاح فسخ کرا سکے گی۔

نیز قذف آرڈیننس میں کہا گیا ہے کہ اگر لعان کی کارروائی کے دوران عورت زنا کا اعتراف کر لے تو اس پر زنا کی سزا جاری ہوگی۔ زیرِ نظر بل میں یہ حصہ بھی حذف کر دیا گیا ہے حالانکہ اعتراف کر لینے کے بعد سزائے زنا کے جاری نہ ہونے کے کوئی معنی نہیں ہیں جبکہ لعان کی کارروائی عورت کے مطالبے پر ہی شروع ہوتی ہے اور اُسے اعتراف کرنے پر

کوئی مجبور نہیں کرتا۔

لہٰذا بل کا یہ حصہ بھی قرآن وسنت کے احکام کے خلاف ہے۔

۴- زنا آرڈیننس کی دفعہ ۲۰ میں یہ کہا گیا تھا کہ اگر عدالت کو شہادتوں سے یہ بات ثابت ہو کہ ملزم نے کسی ایسے عمل کا ارتکاب کیا ہے جو حدود آرڈیننس کے علاوہ کسی اور قانون کے تحت جرم ہے تو اگر وہ جرم عدالت کے دائرۂ اختیار میں ہو تو وہ ملزم کو اُس جرم کی سزا دے سکتی ہے۔ یہ دفعہ عدالتی کارروائیوں میں پیچیدگی ختم کرنے کے لیے تھی، لیکن زیرِ نظر بل میں عدالت کے اس اختیار کو بھی ختم کر دیا گیا ہے۔

زیرِ نظر بل میں صورت حال یہ ہے کہ زنا سے ملتے جلتے تمام تعزیری جرائم کو حدود آرڈیننس سے نکال کر تعزیرات پاکستان میں منتقل کر دیا گیا ہے اور حدود آرڈیننس میں صرف زنا بالرضا موجبِ حد کا جرم باقی رہ گیا ہے۔ لہٰذا اس ترمیم کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر کسی مرد پر زنا موجبِ حد کا الزام ہو، لیکن شہادتوں کے نتیجہ میں یہ بات ثابت ہو جائے کہ مرد نے عورت پر زبردستی کی تھی یا زنا ثابت نہ ہو، لیکن عورت کو اغوا کرنا ثابت ہو جائے تو عدالت ملزم کو نہ ریپ کی سزا دے سکے گی، نہ اغوا کرنے کی اور عدالت یہ جانتے بوجھتے اُسے چھوڑ دے گی کہ اس نے عورت کو اغوا کیا تھا اور اس پر زبردستی کی تھی، اُس کے بعد یا تو ملزم بالکل چھوٹ جائے گا، یا اُس کے لیے ازسرِنو اغوا کی نالش کرنی ہوگی اور عدالتی کارروائی کا نیا چکر نئے سرے سے شروع ہوگا۔

قانون سازی بڑا نازل عمل ہے، اُس کے لیے بڑے ٹھنڈے دل ودماغ اور یکسوئی اور غیر جانبداری سے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے اور جب پروپیگنڈے کی فضا میں صرف نعروں میں متاثر اور مرعوب ہو کر قانون سازی کی جاتی ہے تو اس کا نتیجہ اسی قسم کی صورت حال کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، پھر عدالتیں نئے قانون کی تعبیر وتشریح کے لیے عرصۂ دراز تک قانونی موشگافیوں میں الجھی رہتی ہیں۔ مقدمات ایک عدالت سے دوسری عدالت میں منتقل ہوتے رہتے ہیں اور مظلوموں کی دادرسی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ چند جزوی خامیوں کو چھوڑ کر جن کا مفصل ذکر پیچھے آ گیا ہے، زیرِ نظر بل کی

Marfat.com

اہم خرابیاں یہ ہیں:

۱- زیرِنظر بل میں ''زنا بالجبر'' کی حد کو جس طرح بالکلیہ ختم کردیا گیا ہے، وہ قرآن وسنت کے احکام کے بالکل خلاف ہے۔ خواتین کے ساتھ پولیس کی زیادتی کا اگر کوئی خطرہ ہو تو اس کا سدباب اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ زنا بالجبر کی مستغیثہ کو مقدمے کی کارروائی عدالت میں پوری ہونے تک حدود آرڈیننس کی کسی بھی دفعہ کے تحت گرفتار کرنے کو قابل تعزیر جرم قرار دے دیا جائے۔

۲- جب ایک مرتبہ زنا کی حد کا فیصلہ ہوجائے تو صوبائی حکومت کو سزا میں کسی قسم کی معافی یا تخفیف کا اختیار دینا قرآن وسنت کے بالکل خلاف ہے، لہٰذا زیرِنظر بل میں زنا آرڈیننس کی دفعہ ۲۰ شق ۵ کو حذف کر کے حکومت کو سزا میں تخفیف وغیرہ کا جو اختیار دیا گیا ہے وہ قرآن وسنت کے منافی ہے۔

۳- ''زنا بالرضا موجبِ حد'' اور ''فحاشی'' کو ناقابل دست اندازیٔ پولیس قرار دے کر ان جرائم کو جو مختلف تحفظات دیے گئے ہیں، وہ ان جرائم کو عملاً ناقابل سزا بنا دینے کے مترادف ہیں۔

۴- عدالتوں پر یہ پابندی عاید کرنا کہ شہادت کے مطابق مختلف جرائم سامنے آنے پر وہ دوسرے جرائم میں سزا نہیں دے سکتیں، مجرموں کی حوصلہ افزائی ہے یا اس کے نتیجے میں مقدمات ایک عدالت سے دوسری عدالت میں منتقل ہوں گے اور عدالتی پیچیدگیاں بھی پیدا ہوں گی۔

۵- ''قذف'' آرڈیننس میں ترمیم کر کے مرد کو یہ چھوٹ دینا کہ وہ عورت کے مطالبے کے باوجود لعان کی کارروائی میں شرکت سے انکار کر کے عورت کو معلق چھوڑ دے، قرآن کریم کے حکم کے منافی ہے۔

۶- ''قذف آرڈیننس'' میں یہ ترمیم بھی قرآن وسنت کے منافی ہے کہ عورت کے رضا کارانہ اقرارِ جرم کے باوجود اسے سزا نہیں دی جاسکے گی۔

ارکان پارلیمنٹ اور ارباب اقتدار سے ہماری دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ ان گزارشات پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے بل کی اصلاح کریں اور قوم کو اس مخمصے سے نجات دلائیں جس میں وہ مبتلا ہوگئی ہے۔

Marfat.com

تحفظ حقوق نسواں کے نام سے دین میں ترمیم کا بل

شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک

۱۵ نومبر ۲۰۰۶ء بروز بدھ ''ق لیگ'' اور ان کے اتحادیوں اور پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرین نے تحفظ حقوق نسواں کے نام پر جو بل منظور کیا ہے وہ:

۱- درحقیقت دین میں ترمیم اور خواتین کی عزت وحرمت کو پامال کرنے، فحاشی اور بدکاری کو فروغ دینے اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی طرف سے زنا اور بدکاری کو تحفظ دینے کا بل ہے۔

۲- زنا کی بعض صورتوں کو واضح طور پر جائز قرار دے کر زنا کرنے والوں کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔

۳-الف **توضیح**: ایک اسلامی حکومت اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ برائی کو مٹائے اور نیکی کو قائم کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الذین ان مکّنٰھم فِی الارض اقاموا الصّلٰوۃ اٰتُوا الزّکوٰۃ وَ أمرُوا بالمعروف و نھوا عن المنکر و لِلّٰہِ عاقبۃ الامور (الحج ۲۲:۴۱) یہ وہ لوگ ہیں اگر ہم انھیں زمین میں اقتدار دیں تو یہ نماز کو قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے اور تمام بھلائیوں کو قائم کرنے کا حکم دیں گے اور تمام برائیوں سے روکیں گے اور اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے تمام کاموں کا انجام۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باللّٰہ (آل عمران ۳:۱۱۰) تم تمام امتوں سے بہتر امت ہو جسے لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے۔ تم تمام بھلائیوں کا حکم کرتے ہو اور تمام برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذٰلک اضعف الایمان (ترمذی: باب

Marfat.com

الامر بالمعروف ونہی عن المنکر، کتاب الفتن عن ابی سعید) تم میں سے جو آدمی کسی برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ کے ذریعے بدل دے اگر اس کی استطاعت نہ رکھے تو زبان کے ذریعے بدل ڈالے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ رکھے تو دل میں اسے بُرا جانے۔

۱۹۷۹ء میں حدود آرڈیننس نافذ ہوا، اس میں قرآن پاک کی مذکورہ بالا آیات اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عملی جامہ پہنایا گیا۔ حکومت کو ذمہ داری دی گئی کہ وہ زنا کاری اور بدکاری کو روکے گی۔ اس آرڈیننس کے ذریعے قانون نافذ کرنے والے اداروں تک عوام بھی رسائی حاصل کر کے بدکاری کی مختلف شکلوں میں زنا کاری کو روک سکتے تھے۔ موجودہ حکومت نے پہلا جرم تو یہ کیا کہ حدود آرڈیننس کے خلاف یہ جھوٹا پروپیگنڈہ کیا کہ اس کے ذریعے زنا بالجبر کی شکار خواتین برسوں جیلیں کاٹتی ہیں اور 'زنا' کا پرچہ درج کرانے پر زیادتی اور جبر کے مرتکب مجرموں کی بجائے مظلوم خواتین کو ہی مجرم قرار دے دیا جاتا، اس لیے کہ ان کی طرف سے پرچہ درج کرانے کو اعتراف جرم قرار دے کر انھیں سزا دے دی جاتی۔ حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوا، جن خواتین نے اپنے ساتھ جبری زنا کے پرچے درج کرائے وہ اگر گواہ پیش نہ کر سکیں تو مجرموں کو تعزیری سزائیں ہوئی ہیں اور خواتین کو شبہ کی بنا پر چھوڑ دیا گیا۔ اس جھوٹے پروپیگنڈے کے لیے امریکہ نے این جی اوز اور میڈیا پر اربوں ڈالر خرچ کیے اور اس پروپیگنڈے میں جنرل پرویز مشرف نے پوری طرح شرکت کی، انھوں نے اس سلسلے میں وفاقی وزرا، ق لیگ اور اتحادی جماعتوں کے کئی اجلاس کیے، بالآخر حدود آرڈیننس میں تحفظ حقوق نسواں بل کے ذریعے ترمیم کر ڈالی، زنا اور بدکاری کو روکنے کے لیے حکومتی ذمہ داری کو ختم کر دیا گیا اور اسے ایک نجی معاملہ قرار دے دیا گیا جس کے لیے پولیس کے پاس ایف آئی آر درج نہیں کرائی جا سکے گی اور پولیس خود بھی اس جرم کو روکنے کے لیے کوئی مداخلت نہیں کر سکے گی۔ حالانکہ حکومت اپنے احکام کی خلاف ورزی مثلاً مساجد میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال کو روکنے کے لیے پولیس کو استعمال کرتی ہے اور وہ کراچی، لاہور، اسلام آباد، راولپنڈی اور ملک کے چھوٹے بڑے شہروں میں متحرک رہتی

Marfat.com

ہے۔ علمائے کرام کے خلاف اسپیکر کے استعمال پر مقدمے درج کیے جاتے ہیں۔ بعض علما کو تو اس جرم میں جیلوں میں بھی ڈالا گیا ہے، لیکن جرم زنا کے مرتکبین کو پولیس کی طرف سے پروٹوکول اور اطمینان دے دیا گیا ہے کہ انھیں پولیس کی پکڑ دھکڑ سے پوری طرح تحفظ حاصل رہے گا۔ تحفظ حقوق نسواں بل میں زنا اور بدکاری کو روکنا عوام پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ چاہیں تو جرم حد کی صورت میں چار گواہ اور ناجائز جنسی مباشرت کی صورت میں دو عینی گواہ لے کر سیشن عدالت میں جائیں۔ عدالت مطمئن ہوگی تو کیس درج کرے گی، مطمئن نہ ہوئی تو کیس درج نہ کرے گی۔ پولیس کے پاس جانا ممنوع قرار دے دیا گیا ہے، پولیس غیر متعلق ہوگئی ہے اور کیس درج کر کے مقدمہ چلانے کی صورت میں اگر جرم حد ثابت نہ ہو سکا تو مستغیث پر خود بخود اسّی کوڑے حد قذف لگ جائے گی اور ناجائز جسمانی مباشرت کا کیس چلنے اور ثابت ہونے کی صورت میں ملزم کو ۵ سال قید، دس ہزار روپے جرمانہ اور ثابت نہ ہونے کی صورت میں مستغیث کو پانچ سال قید بھگتنا ہوگی۔ یہ ترمیم قرآن وسنت کی مذکورہ بالا آیات واحادیث اور ان کے احکام کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے شرعاً حکومت حدود کے کیسوں میں مدعی ہوتی ہے۔ حدود آرڈیننس میں شریعت کا یہ حکم موجود تھا، اب اسے تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اب حکومت اس میں مدعی نہ ہوگی بلکہ عوام میں سے کوئی چاہے گا تو مدعی بن جائے گا نہ چاہے گا تو کوئی بھی اس جرم کا نوٹس نہ لے گا۔ اس طرح سے زنا کاری اور بدکاری کا راستہ صاف کر دیا گیا ہے۔ عوام میں اس بات کی سکت نہیں ہے کہ وہ کسی بدکار کو سزا دلانے کے لیے تمام کاموں کو چھوڑ کر مقدمہ بازی میں لگ جائیں بلکہ اس بل کے اغراض ومقاصد میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ اس کا مقصد غیر محتاط جوڑوں کو ہر قسم کے خوف اور خطرے سے آزاد کرنا ہے۔

۴-ب: بل میں ۱۶ سال سے کم عمر میں بالغ بچی اگر اپنی مرضی سے زنا کرے تو اس کے لیے زنا کوئی قانونی جرم نہیں ہے۔ ایسی صورت میں اس کے لیے وہی حکم ہے جو مجبورہ کے لیے ہے کہ وہ چھوڑ دی جائے گی اور اسے کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ آج کل عام طور پر بچیاں

Marfat.com

دس بارہ سال میں بالغ ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ ۱۲ سال سے لے کر ۱۶ سال کی عمر میں پانچ سال تک ایک خاتون کو زنا کی کھلی چھوٹ دے دی گئی ہے۔ جبکہ اس کی اجازت دینا واضح طور پر قرآن پاک کی رو سے حرام اور دین میں ترمیم ہے۔

۵-ج: زنا بالجبر میں چار گواہوں کی صورت میں ''حد'' زنا کو ختم کر کے صرف تعزیری سزا رکھی گئی ہے۔ حد کو ختم کرنا حکم قرآنی میں ترمیم ہے۔

۶-د: جرم زنا، نفاذ حدود آرڈیننس ۱۹۷۹ء میں زنا کے معاون جرائم کی بھی سزا رکھی گئی تھی، اسے ختم کر دیا گیا ہے۔ یہ بھی خلافِ قرآن و سنت ہے۔

۷-س: دفعہ ۴۹۶ بی تعزیرات پاکستان (زنا بالرضا کے متعلق) کا نام تبدیل کر دیا گیا ہے اور نئے نام سے یہ دفعہ زنا بالرضا کے غیر شادی شدہ مجرموں کے لیے ہوگا۔ شادی شدہ مجرم پر اس کا اطلاق نہ ہوگا، یہ بھی خلافِ قرآن و سنت ہے۔

علما کمیٹی کے ساتھ ان تمام امور کے بارے میں طے ہوا تھا کہ 'بل' میں زنا بالرضا، زنا بالجبر کی جتنی بھی صورتیں اور شکلیں ہیں۔ ان کو جرم قرار دیا جائے گا لیکن مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہو گیا کہ زنا کی متعدد صورتوں کو روا رکھا گیا ہے اور جن کو ممنوع قرار دیا گیا ہے ان کو بھی پولیس کی دست اندازی سے تحفظ دے کر بدکاری کے عادی مجرموں کو آزادی اور کھلی چھوٹ دے دی گئی ہے۔ اس کے بعد حکومت کے یہ دعوے کہ 'بل' میں قرآن و سنت کے خلاف کوئی شق نہیں واضح جھوٹ ہے۔ لہٰذا اب چوہدری شجاعت حسین اور شوکت عزیز کو اپنے اعلان کے مطابق مستعفی ہو جانا چاہیے۔

علما کمیٹی کے ساتھ طے شدہ نکات، جن کی بل میں مخالفت کی گئی، درج ذیل ہیں:

۱- زنا بالجبر اگر حد کی شرائط کے ساتھ ثابت ہو جائے تو اس پر حد زنا جاری کی جائے گی۔ (اس کی خلاف ورزی کی گئی اس کو ساقط کر دیا گیا)

۲- حدود آرڈیننس میں زنا موجب تعزیز کی بجائے ''فحاشی'' کے عنوان سے ایک نئی دفعہ کا تعزیرات پاکستان (PPC) میں اضافہ کیا جائے گا، جس کا متن درج ذیل ہے:

Marfat.com

Willfully have sexual inter-course with one another without being married and shall be punished with imprisonment which may extend to five years and shall also be liable to fine.

اس کی خلاف ورزی کی گئی۔نئی دفعہ میں اس کی بجائے ''ناجائز جنسی مباشرت'' کا متن دیا گیا ہے۔

۳- زنا آرڈیننس کی دفعہ تین کی جگہ مندرجہ ذیل دفعہ تحریر کی جائے گی:

In the interpretation and application of this ordinance the injunctions of Islam as laid down in the Holy Quran and with standing any thing contained Sunah shall have effect not in any other law for the time being in force.

۴- تعزیرات پاکستان میں دفعہ 496-B کا جو اضافہ کیا جارہا ہے۔اس کے عنوان اور متن میں Fornication کا لفظ طے شدہ لفظ Lewdness کے بجائے بدل دیا گیا ہے۔اسے بدل کر Lewdness یا Siyahkari کرنا ضروری ہے کیونکہ Fornication صرف غیر شادی شدہ افراد کے ''زنا'' کو کہتے ہیں۔اس بات سے زبانی طور پر اتفاق کرلیا گیا تھا مگر آخری مسودے میں اس کو نظر انداز کردیا گیا ہے۔

۵- کمیٹی نے جب اپنی سابقہ سفارش میں یہ کہا تھا کہ زنا بالجبر پر بھی حد نافذ کی جائے تو اس کا مطلب واضح طور پر یہ تھا کہ حدود آرڈیننس کی دفعہ ۶ میں ''زنا بالجبر'' موجب حد کی جو تعریف اور جو احکام درج ہیں انھی کو بحال کیا جائے لیکن بل میں اس کے بجائے وہاں دوسری تعریف درج کردی گئی ہے اور اس کے نتیجے میں سولہ سال سے کم عمر لڑکی کو نابالغ قرار دے کر اس کی مرضی کو غیر معتبر قرار دیا گیا ہے حالانکہ شرعاً بلوغ کے لیے علامات بلوغ

Marfat.com

(Puberty) کافی ہیں اور اس کے بعد اس کی رضامندی شرعاً معتبر ہے۔ لہٰذا ہمارے نزدیک زنا آرڈیننس کی دفعہ ۶ کو جوں کا توں بحال کر دینا ضروری ہے اور اگر موجودہ دفعہ برقرار رہے تو بل کی دفعہ 12A کی ذیلی دفعہ (۷) اس طرح بنائی جائے:

With or without her consent when she is nonadult

۶- بل کی دفعہ 12B کے ذریعے جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس ۱۹۷۹ء میں دفعہ 6A کا اضافہ کیا گیا ہے جو ہمارے نزدیک بالکل غلط ہے اور اس سے وہ متفقہ امور غیر مؤثر ہو جائیں گے جن پر ہماری پہلی نشست میں اتفاق رائے ہوا تھا۔ تمام فوجداری قوانین میں یہ بات مسلّم رہی ہے کہ اگر ملزم پر بڑا جرم ثابت نہ ہو سکے تو وہی عدالت ملزم کو کمتر جرم کی سزا دے سکتی ہے بشرطیکہ وہ کمتر جرم اس پر ثابت ہو جائے، لیکن نہ جانے کیوں جرم زنا بالجبر اور زنا بالرضا کو اس اصول سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر کسی خاتون نے ملزم کے خلاف زنا بالجبر موجب حد کا مقدمہ درج کرایا ہو لیکن عدالت کے سامنے موجب حد جرم ثابت نہ ہو سکا تو عدالت اس خاتون کی فریاد رسی کے لیے ملزم کو تعزیری سزا نہیں دے سکتی۔ اس کے لیے اس کو یا دوبارہ مقدمہ دائر کرنا ہوگا یا پھر ظلم پر صبر کر کے بیٹھ جانا ہوگا۔

لہٰذا ہمارے نزدیک بل میں دفعہ 6A کا اضافہ کرنے کی جو تجویز دی گئی ہے وہ قطعی غیر منصفانہ اور غلط ہے اور اسے حذف کرنا ضروری ہے اور اسے حذف کرنے کے نتیجے میں جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس کی دفعہ ۲۰ کی پہلی Prouiso کو بحال رکھنا بھی ضروری ہے جسے مجوزہ بل میں حذف کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔

۷- بل کے پیراگراف نمبر 3 میں 203C کا اضافہ کیا گیا ہے اور اس کی ذیلی دفعہ 2 میں استغاثہ درج کرانے کے لیے یہ شرط لگائی گئی ہے کہ مستغیث دو عینی گواہ پیش کرے۔ اول تو یہ تعزیری جرم ہے اور اس کے لیے مناسب یہ ہوتا کہ اسے قابل دست اندازی پولیس Cognizalale قرار دے کر اس کے غلط استعمال سے بچنے کے لیے کم از کم ایس

Marfat.com

پی کے درجے کے پولیس آفیسر کو تفتیش کا اختیار دیا جاتا اور عدالت کے وارنٹ کے بغیر گرفتاری کو ممنوع کر دیا جاتا ہے، لیکن اگر کسی وجہ اس کو استغاثہ Complaint ہی کا کیس بنانا ضروری سمجھا جائے تو دو عینی گواہوں کی شہادت پیش کرنا یہاں غیر ضروری ہے کیونکہ تعزیر کے ثبوت کے لیے دو عینی گواہ ضروری نہیں ہوتے بلکہ ایک قابل اعتماد گواہ یا قرائنی شہادت Circumstantial Evidence بھی کافی ہوتی ہے لہٰذا ہماری نظر میں اس دفعہ میں At least two eye witnesses کے بجائے Evidence as Availablesuch لکھنا چاہیے۔ اس تجویز کو بھی نہیں مانا گیا۔

۸- جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء کی دفعہ 7 کو بل سے حذف کر دیا گیا ہے، اس کی بھی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک جن امور پر اتفاق رائے ہوا تھا، ان کے مؤثر نفاذ کے لیے مندرجہ بالا پانچ ترمیمات نہایت ضروری ہیں اور ان کے بغیر ان متفقہ امور کے غیر مؤثر ہو جانے کا قوی خدشہ ہے لہٰذا مذکورہ اتفاق رائے کے بعد زیر نظر مسودے سے ہمارا اتفاق ان ترمیمات پر موقوف ہے۔ امید ہے کہ مسودے کو با معنی بنانے کے لیے یہ ترمیمات مسودے میں شامل کی جائیں گی۔

(بحوالہ تحفظ حقوق نسواں بل اور علما کمیٹی۔ مرتبہ: جناب مولانا قاری محمد حنیف جالندھری)

جناب چوہدری شجاعت حسین اور جناب شوکت عزیز صاحب بار بار دعوے کر رہے ہیں کہ تحفظ حقوق نسواں بل میں قرآن و سنت کے خلاف کوئی ''شق'' ثابت کر دی جائے تو ہم مستعفی ہونے کے لیے تیار ہیں۔ یہ دعویٰ ایسی صورت میں مضحکہ خیز ہے جبکہ علمائے کرام نے قرآن و سنت کے خلاف آٹھ شقوں کو تبدیل کرنے کے لیے آٹھ سفارشات پیش کیں اور ان میں سے ایک سفارش کو بھی قبول نہیں کیا گیا۔ رات کو دن اور دن کو رات قرار دینے والا اپنے جھوٹ کو کبھی بھی سچ نہیں منوا سکتا۔ یہی حال چوہدری شجاعت، شوکت عزیز اور ان کے بڑے جنرل پرویز مشرف کا ہے، لیکن ان شاء اللہ سچ غالب اور جھوٹ مغلوب ہو کر رہے گا۔ لہٰذا اب چوہدری شجاعت حسین اور شوکت عزیز صاحب کو اپنے اعلان کے مطابق مستعفی ہو جانا چاہیے۔

Marfat.com

آخری بات: جنرل پرویز مشرف چاہتے تو یہ ہیں کہ اسلامی احکام سب کے سب ختم کر دیے جائیں۔ آئین پاکستان کی اسلامی دفعات اور قانون امتناع قادیانیت، قانون ناموسِ رسالت بھی تبدیل کردیے جائیں، لیکن عوامی مزاحمت کے خدشے کے پیش نظر وہ تدریج کی حکمت عملی اپنائے ہوئے ہیں، شکاری کی طرح موقع کے انتظار میں رہتے ہیں۔ اب تک کے رویے اور بیانات سے یہ بات واضح ہے۔ حدود قوانین کے بارے میں بھی پہلے ان کی پالیسی یہ تھی کہ اسے منسوخ کر دیا جائے لیکن مزاحمت کے خطرے کا احساس کرتے ہوئے انھوں نے تحفظ حقوق نسواں بل کے نام پر حدود الٰہی میں ترمیم کی ہے۔ اس کو کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کرنا چاہیے ورنہ تو وہ مزید آگے بڑھ کر اب تک کے اسلامی اقدامات کو ایک ایک کر کے امریکی ایجنڈے کی تعمیل میں ختم کرتے جائیں گے۔ اللہ کرے کہ وہ ناکام ہوں۔ (آمین)

Marfat.com

تحفظِ خواتین (فوجداری ترمیمی) بل 2006ء

متحدہ مجلس عمل کا مؤقف

متحدہ مجلس عمل نے حدود قوانین کے جائزے کے لیے ایک سب کمیٹی (حدود کمیٹی) تشکیل دی تھی جو کہ مولانا سید نصیب علی شاہ صاحب، مولانا عبدالمالک صاحب، اسد بھٹو صاحب پر مشتمل تھی۔ حکومت کی طرف سے مشاورت کے لیے مدعو کردہ علمائے کرام: مولانا حسن جان، مولانا مفتی منیب الرحمٰن، ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا مفتی غلام الرحمٰن، مولانا زاہد الراشدی کی ٹیم سے مؤرخہ 6 ستمبر 2006ء بوقت 8:30 بجے شب کمیٹی روم نمبر 2 پارلیمنٹ ہاؤس، اسلام آباد میں میٹنگ ہوئی۔ مولانا جسٹس (ر) محمد تقی عثمانی صاحب بیرونِ ملک ہونے کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔ حکومت کی طرف سے چودھری شجاعت حسین (صدر مسلم لیگ ق)، محمد وصی ظفر (وزیرِ قانون)، محمد علی درانی (وزیر اطلاعات)، سردار نصر اللہ دریشک (چیئرمین سلیکٹ کمیٹی برائے حدود ترمیمی بل 2006ء)، جسٹس (ر) منصور (وفاقی سیکریٹری قانون) اور دیگر نے شرکت کی۔ علما نے سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ اور حدود قوانین کے مطالعے کے لیے وقت طلب کیا تاکہ قرآن وسنت کی روشنی میں اپنی رائے دے سکیں۔

اجلاس کو مؤرخہ 11 ستمبر 2006ء بروز پیر تک ملتوی کر دیا گیا۔ حکومت نے علما کو ایک دن قبل مؤرخہ 10 ستمبر 2006ء بروز اتوار مدعو کر کے مذاکرات کیے۔ مؤرخہ 11 ستمبر 2006ء کو شام 5:00 بجے ایم ایم اے کے رہنماؤں حافظ حسین احمد صاحب، مولانا سید نصیب علی شاہ صاحب، مولانا عبدالمالک صاحب، اسد اللہ بھٹو صاحب، علامہ عبدالجلیل نقوی صاحب وغیرہ نے علما کے ساتھ میٹنگ کی، جس میں درج ذیل نکات ومطالبات پیش کیے گئے:

جرم زنا (نفاذِ حدود) آرڈیننس 1979ء

۱- زنا بالرضا کی تعزیری سزا کی بحالی۔

Marfat.com

۲- زنا بالجبر کی صورت میں حد کی بحالی۔

۳- قرآن وسنت کی بالا دستی۔

۴- حدو تعزیر کے قانون کی بحالی۔

۵- مختلف اصطلاحات وتشریحات کی بحالی۔

۶- 16 سال سے کم عمر میں جرمِ زنا کی صورت میں سزا کی بحالی۔

۷- برائی کے اڈوں کے لیے خواتین کی خرید وفروخت کے جرم میں کم از کم سزا متعین کرنا۔

۸- ارتکابِ جرم زنا بالجبر میں مرد وعورت کی تفریق کا خاتمہ۔

۹- اقدامِ جرم سے متعلق دفعہ کی بحالی۔

۱۰- جرمِ زنا میں ثبوت ہونے کے باوجود کسی وجہ سے حد کے ساقط ہونے پر تعزیری سزا کی بحالی۔

۱۱- مجموعہ تعزیراتِ پاکستان کی ضروری دفعات کا اطلاق۔

۱۲- جرمِ زنا کے ساتھ دیگر جرائم کا اسی عدالت میں فیصلہ۔

۱۳- جرم زنا (نفاذِ حدود) آرڈیننس 1979ء میں زنا کے معاون جرائم کے لیے سزا کی بحالی۔

۱۴- نالش کی بجائے FIR کے طریقۂ کار کی بحالی۔

جرمِ قذف (نفاذِ حد) آرڈیننس 1979ء

۱- مختلف تشریحات واصطلاحات کی بحالی۔

۲- جرمِ زنا کے ملزم کے بری ہونے پر خود بخود قذف لاگو ہونے کے لیے مدعی کا دعویٰ۔

۳- قذف کے مواد کی طباعت یا کندہ کرنے یا فروخت کرنے پر پابندی۔

۴- اقدامِ قذف کی سزا کی بحالی۔

۵- لعان کے دفعہ کی مکمل بحالی اور "انفساخِ از دواجِ مسلمانان ایکٹ 1939ء" سے حذف کرنا۔

۶- تعزیراتِ پاکستان کی بعض دفعات کا اطلاق۔

۷- ضابطۂ فوجداری کی بعض دفعات کا اطلاق۔

۸- قرآن وسنت کی بالا دستی۔

علما اور حکومت کے درمیان 10 ستمبر 2006ء کو تفصیلی مشاورت کے بعد جاری کردہ اعلامیہ کے مطابق درج ذیل اُمور پر اصولی اتفاقِ رائے ہوگیا اور طے پایا کہ باقی اُمور کے لیے وقت ملنے پر سفارشات پیش کی جائیں گی:

۱- زنا بالجبر اگر حد کی شرائط کے ساتھ ثابت ہو جائے تو اس پر حدِ زنا جاری کی جائے گی۔

۲- حدود آرڈیننس میں زنا موجب تعزیر کی بجائے ''فحاشی'' کے عنوان سے ایک نئی دفعہ کا تعزیراتِ پاکستان (PPC) میں اضافہ کیا جائے گا جس کا متن درج ذیل ہے:

A man and a woman are said to commit lewdness if they willfuly have sexual intercourse with one another and shall be punished with imprisonment which may extend to five years and shall also be liable to fine.

۳- زنا آرڈیننس کی دفعہ 3 کی جگہ مندرجہ ذیل دفعہ تحریر کی جائے گی:

"In the interpretation and application of this Ordinance, the injunctions of Islam, as laid down in the Holy Qur'an and Sunnah, shall have effect not withstanding anything contained in any other law for the time being in force."

اعلامیہ سامنے آنے پر علما کی خدمت میں درج ذیل خلافِ شریعت پہلوؤں کی نشان دہی کی گئی جس سے علما نے اتفاق کیا:

۱- لعان کی کارروائی کے لیے فوجداری عدالت اور فسخِ نکاح کے لیے سول عدالت کا دہرا نظام۔

۲- زنا کے ملزم کو بری کرتے وقت عدالت کی طرف سے قذف کی Suo moto کارروائی کے بجائے مدعی کے دعویٰ پر ہونا۔

Marfat.com

۳- 16 سال سے کم عمر کی لڑکی کا مرضی سے زنا کو زنا بالجبر قرار دے کر سزا ختم کرنا۔

۴- زنا کی حد وتعزیر کے لیے کم از کم عمر بلوغت کی بجائے 16 سال کو قرار دینا۔

۵- اعلامیہ میں موجود جملہ ''اس بل میں اصولی طور پر قرآن وسنت کی منافی کوئی بات باقی نہیں رہی'' کو حذف کرنے کا مطالبہ علما نے مان لیا تھا لیکن پھر بھی میڈیا کو مذکورہ جملے کے ساتھ اعلامیہ جاری کرنا۔

حکومت اور مدعو کردہ علما سے اتفاقِ رائے کی روشنی میں قانون کے مسودہ کا جائزہ لینے کے لیے 13 ستمبر 2006ء کو قائدِ حزبِ اختلاف مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی صدارت میں ایک طویل اجلاس ہوا، جس میں لیاقت بلوچ، حافظ حسین احمد، مولانا قاری گل رحمٰن، پروفیسر ساجد میر، صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر، علامہ عبدالجلیل نقوی، سید نصیب علی شاہ، مولانا عبدالمالک، اسداللہ بھٹو، سینیٹر طلحہ محمود آریان نے شرکت کی، جس میں سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ میں موجود غیر شرعی امور کی مذکورہ بالا تفصیلی فہرست حکومت کے مدعو کردہ علمائے کرام کی خدمت میں دوبارہ پیش کرنے کا فیصلہ ہوا۔ بعد ازاں (اسی دن) حکومتی مدعو کردہ علمائے کرام کے ساتھ پنجاب ہاؤس میں میٹنگ کے دوران مذکورہ علمائے کرام نے اتفاق کیا۔ البتہ درج ذیل اُمور نہایت اہم ہونے کی وجہ سے ان کو اولیت دینے اور ہر صورت میں منوانے کی سعی پر اتفاق کیا گیا اور یہ کم از کم مطالبات مندرجہ ذیل ہوں گے:

۱- جرمِ زنا بالرضا یا زنا بالجبر کے مقدمے میں حد کی سزا نہ ملنے پر تعزیر کی سزا اور تعزیری مقدمے میں ثبوت ملنے پر حد کی سزا کا اختیار اسی عدالت کو دینا۔

۲- نئی تجویز کردہ دفعات کے مطابق نالش عدالت میں داخل کرنے کے طریقۂ کار کو ختم کر کے FIR درج کرانے اور ضابطہ فوجداری کی دفعہ 165B کو فوجداری قوانین ترمیمی ایکٹ 2004ء (ایکٹ 01 مجریہ 2005ء) کے طریقۂ کار کو بحال کرنا۔

۳- زنا بالرضا اور زنا بالجبر میں عمر کے تعین کے بجائے بلوغت کو کسوٹی قرار دینا۔

۴- جرمِ زنا (نفاذِ حدود) آرڈیننس کی زنا بالجبر کے متعلق موجود عبارت حد کی سزا کی بحالی اور تعزیر کے لیے PPC میں بھی اس کو شامل کرنا۔

۵- حدود آرڈیننس میں اقدامِ جرم اور تعاونِ جرم کی دفعات کی بحالی۔

Marfat.com

۶- برائی کے اڈوں کے لیے خواتین کی خرید وفروخت کے جرم میں کم از کم سزا کا تعین۔

حکومت اور علما کی میٹنگ کے بعد حکومتی مسودۂ قانون 14 ستمبر 2006ء کو بعد عصر موصول ہوا۔ اس پر مولانا فضل الرحمٰن صاحب، قائدِ حزبِ اختلاف قومی اسمبلی، کی صدارت میں جائزہ لیا گیا، جس میں لیاقت بلوچ صاحب، حافظ حسین احمد صاحب، مولانا قاری گل رحمٰن صاحب، پروفیسر ساجد میر صاحب، صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر صاحب، مولانا سید نصیب علی شاہ صاحب، مولانا عبدالمالک صاحب، اسد اللہ بھٹو صاحب، طلحہ محمود آریان صاحب نے شرکت کی۔ علما کی جن سفارشات کے متعلق باور کروایا گیا تھا وہ مسودۂ قانون میں شامل نہ تھیں۔ اس مسودہ پر اعتراضات اختصار کے ساتھ ذیل میں درج ہیں:

۱- دفعہ 496B تعزیرات پاکستان (زنا بالرضا کے متعلق) کا نام تبدیل کر دیا گیا ہے اور نئے نام سے یہ دفعہ صرف زنا بالرضا کے غیر شادی شدہ مجرمین کے لیے ہوگا اور شادی شدہ مجرم پر اس کا اطلاق نہ ہوگا جو کہ غیر شرعی ہے۔

۲- نئی تجویز کردہ دفعہ 499A میں زنا بالرضا کے مجرم کے بری ہونے کی صورت میں فریادی (مستغیث) کو 5 سال کی سزا سے متعلق دفعہ کا اضافہ اور اس کا متن غیر شرعی ہے نیز اس دفعہ کی وجہ سے جرمِ زنا کی فریاد (FIR) رنالش داخل نہ ہوگی۔ نتیجتاً عدالتی تدارک (Judicial Relief) اور انصاف کے خاتمے سے زنا کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

۳- تمام سابقہ اعتراضات برقرار ہیں۔

اس صورت حال سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حکومت نے علما کے ساتھ صرف 3 مطالبات پر اتفاقِ رائے کیا لیکن مسودہ بناتے وقت ان کو غیر شرعی طور پر تحریر کیا اور مختلف طریقوں سے ان کو غیر مؤثر بنانے کا اہتمام کیا، جس کی وجہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ حکومت علما کی رائے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے تیار نہیں ہے۔

مولانا سید نصیب علی شاہ	مولانا عبدالمالک	اسد اللہ بھٹو
(ممبر قومی اسمبلی)	(ممبر قومی اسمبلی)	(ممبر قومی اسمبلی)

......☆......☆......

Marfat.com

ادارہ معارف اسلامی منصورہ، لاہور کی نئی مطبوعات

قرآن مجید معریٰ
کمپیوٹر کمپوزنگ، دورنگ، خوب صورت جلد، عمدہ کاغذ

سیپارہ سیٹ معریٰ
کمپیوٹر کمپوزنگ، دورنگ، خوب صورت جلد، عمدہ کاغذ

تفہیم احکام القرآن (جلد اول)
از افادات: مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ
صفحات: ۴۸۶ قیمت: ۳۵۰ روپے

ارمغان مودودیؒ (مجموعہ مضامین)
مولانا مودودی...... ایک فکری و علمی جائزہ
صفحات: ۶۴۸ قیمت: ۵۰۰ روپے

کتابچے

- روح کی خوشیاں (افراح الروح) — سید قطب شہیدؒ
- پاک وطن، پاک فوج اور امریکی استعمار — فیض احمد شہابی
- ہم رمضان کیسے گزاریں — حافظ محمد ادریس
- پاکستان میں عیسائیت کا فروغ — ملک ریاض احمد

سرمایہ داری کے پھندے ـــــ سیریز — فیض احمد شہابی

الف۔ استحصال اور جارحیت ب۔ مقبوضات اور بیرونی اڈے ج۔ عیسائی یہودی این جی اوز گٹھ جوڑ د۔ عالمی تنظیمیں

- شہدا کی باہمت مائیں — عبدالرشید اعوان

ڈائری لیل ونہار 2007ء اپنی شان دار روایات کے ساتھ

ملنے کا پتا
مکتبہ معارف اسلامی منصورہ، لاہور۔ پوسٹ کوڈ: 54790
فون: 5432419، 5419520-4

ادارہ معارف اسلامی
منصورہ، ملتان روڈ، لاہور
فون: ۵۴۳۲۴۷۶، ۵۴۱۹۵۲۰-۴

Marfat.com